بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرعی مسائل
F.25-11-2016

آپ کے شرعی مسائل

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

مختلف گاہکوں سے الگ الگ قیمتوں پر سامان فروخت کرنا

سوال:- میں تجارت کے پیشہ سے تعلق رکھتا ہوں، گاہک کی صلاحیت اور اس کی گنجائش کے لحاظ سے سامان بیچنے کی کوشش کی جاتی ہے، کسی سے زیادہ قیمت پر بات ہوجاتی ہے اور کسی سے کم پر، تو کیا یہ بات جائز ہے کہ ایک ہی سامان کو کسی سے زائد قیمت پر اور کسی سے کم قیمت پر بیچا جائے؟ (جنید احمد، اندور)

جواب:- اگر سونے کی سونے سے، چاندی کی چاندی سے یا ایک ہی کرنسی کی اسی کرنسی سے خرید وفروخت نہ ہوتو شریعت میں سامان بیچنے اور خریدنے کے لئے قیمت کی کوئی شرح متعین نہیں ہے؛ البتہ کسی کی سادہ لوحی یا مجبوری کو دیکھتے ہوئے اتنی قیمت لگادینا کہ وہ مارکٹ میں اس شئے کی مروجہ زیادہ سے زیادہ قیمت سے بھی بڑھ جائے، مکروہ ہے، اس کو فقہ کی اصطلاح میں 'غبن فاحش' کہتے ہیں؛ لیکن فروخت کرنے والا اس بات کا پابند نہیں ہے کہ وہ ایک گاہک سے جو قیمت لے، دوسرے سے بھی وہی قیمت لے، وہ کسی سے زیادہ اور کسی سے کم قیمت بھی لے سکتا ہے، بس یہ ضروری ہے کہ آپسی رضامندی سے قیمت طئے پائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''إِلاَّ أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ''۔ (النساء: ۲۹)

قبضہ سے پہلے فلیٹ فروخت کرنا

سوال:- زید نے ایک فلیٹ خریدا ہے، خرید وفروخت کا معاملہ طے ہوگیا ہے اور فلیٹ بھی بن چکا ہے؛ لیکن ابھی بلڈر نے اس کے حوالہ نہیں کیا ہے، زید اب اسے دوسرے کو فروخت کرنا چاہتا ہے، کیا وہ ایسا کرسکتا ہے؟ (امین الدین، پونے)

جواب:- جو چیزیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاسکتی ہیں، جیسے: کپڑا، اناج، فرنیچر اور دوسری اشیاء، ان کو اس وقت تک بیچنا جائز نہیں ہے، جب تک قبضہ میں نہ آجائے؛ لیکن جو چیزیں اس نوعیت کی نہیں ہیں اور وہ ایک ہی جگہ برقرار رہتی ہیں، جیسے زمین اور مکان، ان کو قبضہ سے پہلے بھی بیچنا درست ہے، فلیٹ ایسی ہی چیزوں میں ہے؛ اس لئے زید اسے قبضہ حاصل ہونے سے پہلے بھی فروخت کرسکتا ہے: ''ولا تجوز بیع مالم یقبض من الأشیاء المبیعة إلا العقار''۔ (شرح مختصر الطحاوی: ۳/۱۱۰)

مسجد کے صحن میں بورویل

سوال:- ایک عالم صاحب نے مسئلہ بتایا کہ مسجد کے صحن میں بورویل کرانا جائز نہیں؛ کیوں کہ فقہاء نے مسجد میں کنواں کھدوانے سے منع کیا ہے، اور کنویں اور بورویل کا ایک ہی مقصد ہے: پانی کا حاصل کرنا؛ اس لئے بورویل کرانا بھی جائز نہیں ہوگا۔ (حافظ احمد صدیقی، بھیونڈی)

جواب :- یہ درست ہے کہ فقہاء نے مسجد کے اندر کنواں کھدوانے کو منع کیا ہے ؛ لیکن اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ کنواں کھودنے کی وجہ سے مسجد کی حرمت متاثر ہوگی ، پانی لینے کے لئے عورتیں بھی آئیں گی ، وہ لوگ بھی آئیں گے ، جو ناپاک ہیں ، اور ان کو غسل کی ضرورت ہے ، اس سے مسجد کی بے احترامی ہوگی : '' **ولا يتخذ في المسجد بئر ماء ، لأنه يخل بحرمة المسجد ، فإنه يدخله الجنب والحائض ، وإن حفر فهو ضامن بما حفر ، إلا أن ما كان قديما فيترك كبئر زمزم في المسجد الحرام** '' (البحر الرائق ، کتاب الصلاۃ ، فصل کرہ استقبال القبلۃ : ۶۲/۲ ، نیز دیکھئے : فتح القدیر ، کتاب الصلاۃ : ۴۲۱/۱) بورویل کی صورت حال یہ نہیں ہے ، بورویل کی جگہ بہت محدود ہوتی ہے اور پائپ کے ذریعہ اس کا پانی اپنی جگہ سے دُور دُور تک پہنچایا جاسکتا ہے اور پہنچایا جاتا ہے ، اور بعض دفعہ اسی جگہ بور کرانا اس لئے ضروری ہوجاتا ہے کہ زمین میں پانی اسی جگہ دستیاب ہوتا ہے ، جو مسجد میں شامل ہے ، ایسی صورت میں وضوء واستنجاء وغیرہ کی ضروریات — جو مصلیوں اور معتکفین کو درپیش ہوتی ہیں — اسی طرح پوری کی جاسکتی ہیں کہ جہاں پانی دستیاب ہو ، وہیں بور کیا جائے ؛ اس لئے مسجد میں بور کرانے میں حرج نہیں ۔

اگر قرض دہندہ کا وارث نہ ہو تو کس طرح قرض ادا کریں گے ؟

سوال :- زید کا بکر پر قرض باقی تھا ، زید کا انتقال ہوگیا ، زید کے ورثہ کا کوئی اتہ پتہ نہیں ہے ، بکر چاہتا ہے کہ اس کا قرض ادا کردے ؛ لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ وہ کس کو قرض ادا کرے ، ایسی صورت میں بکر کو کیا کرنا چاہئے ؟ (محمد حذیفہ ، بھوپال)

جواب :- اولاً تو بکر کو چاہئے کہ زید کے ورثہ کو تلاش کرنے کی پوری کوشش کرے ، اور مل جائیں تو حصہ شرعی کے مطابق ان کو حوالہ کردے ، اور اگر باوجود تلاش کے ورثہ نہ مل سکیں ، تو پھر اس کو صدقہ کردے اور اگر وہ مسلمان ہو تو نیت کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ثواب صاحب قرض کو پہنچادے : '' **عليه ديون ومظالم وجهل أربابها وأليس من عليه ذلك من معرفتهم فعليه التصدق بقدرها من ماله ، وفي الشامية ، قوله : جهل اربابها يشمل ورثتهم فلو علمهم لزمه الدفع إليهم لأن الدين صار حقهم** '' ۔ (درمختار ، کتاب اللقطۃ : ۲۸۳/۴)

سویمنگ پول میں نیکر پہن کر تیراکی

سوال :- نوجوان سویمنگ پول میں تیراکی کے لباس کے طور پر نیکر پہنتے ہیں ، ایسے لباس پہن کر تیراکی کرنے کا کیا حکم ہے ؟ (محمد مصباح ، ٹانڈور)

جواب :- مردوں کے لئے ناف سے لے کر گھٹنے کو شامل کرتے ہوئے گھٹنے تک حصہ ستر ہے ، اگر نیکر اتنا لمبا ہو کہ اس پورے حصے کا احاطہ ہوجائے تو ایسے کپڑے میں تیراکی کرنے کی گنجائش ہے ، یہ بھی ضروری ہے کہ کپڑے کا رنگ اتنا گہرا ہو ، یا خود کپڑا اتنا دبیز ہو کہ جسم کی رنگت نظر نہیں آئے ؛ کیوں کہ اگر جسم کی رنگت نظر آتی ہو تو ستر کا مقصد حاصل نہیں ہوا ، اگر ناف سے لے کر گھٹنے تک کا کوئی حصہ کھلا ہوا ہو تو یہ جائز نہیں ہے اور اگر ڈھکا ہوا ہو ؛ لیکن جسم کا رنگ نظر آتا ہو تو یہ مکروہ ہے : '' **وعورته ما بين سرته حتى تجاوز ركبته كذا في الذخيرة ، وما دون السرة إلى منبت الشعر عورة في ظاهر الرواية** '' ۔ (فتاویٰ ہندیہ : ۳۲۷/۵)

شرکت میں ایک ہی فریق پر نقصان کی ذمہ داری

سوال :- دو دوستوں نے پارٹنر شپ کے طور پر کاروبار کیا اور یہ بات طے پائی کہ ایک فریق کو زیادہ نفع ملے گا ، مثلاً : ساٹھ یا ستر فیصد اور دوسرا فریق تیس یا چالیس فیصد نفع کا مستحق ہوگا ؛ لیکن جو فریق زیادہ نفع لے گا ، نقصان کی پوری ذمہ داری اسی پر ہوگی ، جس کے لئے کم نفع طے ہوا ہے ، نقصان کی ذمہ داری اس پر نہیں ہوگی ، کیا اس طرح معاملہ طے کرنا درست ہوگا ۔ (محمد خورشید ، بنگلور)

جواب:- اس طرح کے معاملات کو فقہ کی اصطلاح میں شرکت کہتے ہیں، شرکت میں اس بات کی گنجائش ہے کہ ایک فریق کا سرمایہ زیادہ ہو اور دوسرے کا کم، اور یہ بات بھی درست ہے کہ کسی فریق کا نفع زیادہ رکھا جائے؛ اگرچہ کہ اس کا سرمایہ کم ہو، اور دوسرے فریق کا نفع کم رکھا جائے؛ اگرچہ کہ اس کا سرمایہ زیادہ ہو؛ لیکن نقصان کے سلسلہ میں یہ بات ضروری ہے کہ دونوں فریق اپنے اپنے سرمایہ کے تناسب سے نقصان برداشت کریں، کسی ایک فریق پر نقصان کی پوری ذمہ داری ڈال دینا جائز نہیں، چاہے وہ خود اس کے لئے رضامند ہو؛ کیوں کہ یہ اپنے نتیجہ کے اعتبار سے سود کے دائرہ میں آجاتا ہے: ''**الربح علی ماشرطا، والوضیعة علی قدر المالین**'' (فتح القدیر، کتاب الشرکۃ: ۶/۱۷۷) البتہ معاملہ میں ایسی شرط لگانے کی وجہ سے معاملہ فاسد نہیں ہوگا، پارٹنر شپ درست قرار پائے گی؛ لیکن یہ شرط معتبر نہیں ہوگی، دونوں فریق پر اپنے اپنے سرمایہ کے اعتبار سے نقصان کی ذمہ داری ہوگی: ''... **فشرط الوضیعة بصفة فاسد، ولکن بھذا لا تبطل الشرکة**''۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ، کتاب الشرکۃ: ۵/۶۵۵)

بچوں کے ہاتھ ڈالے ہوئے برتن سے وضو

سوال:- بعض دفعہ بچے پانی کے برتن میں ہاتھ ڈال دیتے ہیں، اور اطمینان نہیں ہوتا کہ شاید بچہ نے کسی ناپاک چیز کو ہاتھ سے چھوا ہو، تو ایسے پانی کا کیا حکم ہے، کیا اس پانی سے وضو کیا جاسکتا ہے؟ (رخسانہ بیگم، ملے پلی)

جواب:- پاکی اور ناپاکی کے سلسلہ میں اُصول یہ ہے کہ پانی اصل میں پاک ہے، جب تک ناپاکی کا یقین نہ ہوجائے، جو چیز پہلے پاک تھی، وہ پاک ہی سمجھی جائے گی؛ اس لئے بچہ نے جس پانی میں ہاتھ ڈالا ہو، وہ پانی پاک ہی سمجھا جائے گا، جب تک کہ یقینی طور پر اس کے ہاتھ میں ناپاکی کے لگے ہونے کا یقین نہ ہوجائے؛ البتہ چوں کہ بچوں کے ہاتھ میں ناپاکی کے لگے ہونے کا شبہ ہوتا ہے؛ اس لئے بہتر ہے کہ دوسرا پانی موجود ہو تو اس سے وضو کرلیا جائے، تاہم اگر اسی پانی سے وضو کرلیا تو یہ بھی کافی ہوگا: ''**إذا دخل الصبی یدہ فی کوز ماء أو رجلہ فإن علم أن یدہ طاھرة بیقین یجوز التوضوء بہ وإن کان لا یعلم أنھا طاھرة أو نجسة فالمستحب أن یتوضأ بغیرہ ومع ھذا لو توضأ أجزأہ کذا فی المحیط**''۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب الطہارۃ: ۱/۲۵)

جس حوض کے بارے میں گندگی کا شبہ ہو

سوال:- بسا اوقات مسجد کا حوض احاطہ سے باہر ہوتا ہے، اندیشہ ہوتا ہے کہ شاید اس میں گندگی ہو، یا کتے نے اس میں منھ ڈالا ہو؛ لیکن اس کا غالب گمان نہیں ہوتا، کیا ایسے حوض سے وضو کیا جاسکتا ہے؟ (عبدالحسیب، دلسکھ نگر)

جواب:- عام طور پر مسجدوں کے حوض بنانے میں خیال رکھا جاتا ہے کہ وہ سو مربع ہاتھ ہو، اتنا بڑا حوض فقہ کی اصطلاح میں 'آبِ کثیر' ہے، اگر اس میں نجاست گر بھی جائے، یا اس میں کتا پانی پی لے، تو جب تک رنگ، بو یا مزے میں اس نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو، پانی ناپاک نہیں ہوگا، اور اگر حوض اس سے چھوٹا ہو اور اس کے ناپاک ہونے پر کوئی واضح دلیل نہ ہو، صرف ناپاکی کا شبہ ہو تب بھی وہ پانی پاک ہی سمجھا جائے گا، اس سے وضو کرنا درست ہوگا اور لوگوں سے اس کے بارے میں تفتیش وتحقیق کی ضرورت نہ ہوگی؛ کیوں کہ پانی اصل میں پاک ہے، صرف شک کی وجہ سے اس کے ناپاک ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا: ''**ویجوز للرجل أن یتوضأ من الحوض الذی یخاف أن یکون فیہ قذر ولا یتیقن بہ ولیس علیہ أن یسأل عنہ ولا یدع التوضوء منہ حتی یتیقن أن فیہ قذر اللأثر**''۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب الطہارۃ: ۱/۲۵)

☆ ☆ ☆